ہم دو ہمارے بارہ فلم میں دکھائے گئے کچھ نفرتی سین اور اس کا ازالہ

جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۚ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا

تحقیق اور پیشکش : عبدالعظیم

ترتیب و تدوین : حافظ شان الدین

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

قُلۡ ھَاتُوۡا بُرۡھَانَکُمۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ صٰدِقِیۡنَ

ہم دو ہمارے بارہ فلم میں دکھائے گئے کچھ نفرتی سین اور اس کا ازالہ

موجودہ دور کے جدید سائنسی علوم میں مسلم امہ کے پیچھے رہ جانے کو وجہ بنا کر اسلامی تنقید میں ایک نیا پہلو سامنے آیا ہے جس کا عنوان ''ترقی یافتہ غیر مسلم ممالک اور مسلم دنیا کے درمیان معیاری زندگی اور رہن سہن میں فرق ہے''۔اس تنقیدی عنوان کے تحت نا کدوں نے اسلام کی معاشرتی اور اخلاقی تعلیمات کو دیکھے و سمجھے بغیر ہی زبردستی تنقید کا نشانہ بنایا ہے۔اور اسی بہانے دنیا کو یہ بتانے کی کوشش کی ہے کہ مسلم معاشرہ سائنسی اور تکنیکی ترقی میں پسماندہ تو ہے ساتھ ہی معاشرتی و اخلاقی طور پر بدحال معاشرہ بھی ہے۔اسی غلط فہمی سے متاثر ہو کر ہندوستانی ہندی فیچر فلم کے ادا کار و ڈائرکٹر ''کمل چندرا'' نے ایک ہندی فیچر فلم ''ہم دو ہمارے بارہ'' (اس فلم کے نام پر ہم آخر میں تبصرہ کریں گے) کو تشکیل دی ہے جس میں مسلم معاشرے کی ازدواجی زندگی پر قابل اعتراض مناظر دکھائے گئے ہیں۔اس فلم میں شوہر بیوی کی ازدواجی زندگی پر قرآن مجید کی سورۃ بقرۃ کی ایک مقدس آیت کو توڑ مروڑ کر شدید تنقید کا نشانہ بنایا ہے۔میاں بیوی کے خوشگوار تعلقات کے وہ پہلو جنہیں نفرت انگیز رویے سے فلمایا گیا ہے دراصل وہ اسلامی نہیں بلکہ غیر اسلامی ہے۔اس طرح ہم دو ہمارے بارہ کے نام سے بنائی گئی ہندی فلم مسلم معاشرے کی ازدواجی زندگی کو لیکر جس طرح فلمایا گیا ہے اور اس بہانے جو نقطہ نظر سامعین کے لئے پیش کیا گیا ہے وہ انتہائی گمراہ کن ہے۔گمراہ کن اس لئے بھی ہے کہ جب غیر مسلم سامعین اس فلم کو دیکھیں گے تو جس چشمہ سے انہیں دکھایا گیا ہے وہ اسی کو حقیقت مان کر فلمائے گئے مسلم خاندانی مسائل کو ہو بہو مانیں گے اور مشتعل ہونگے۔کمل چندرا نے فلم کے کرداروں کے ذریعے اسلامی معاشرے کے جذبات کو مجروح کر کے نفرتی چشمہ سے جو پیغام عام لوگوں تک پہنچانے کی کوشش کی ہے وہ انتہائی افسوسناک اور قابل مزمت ہے۔اس سے ملک میں کشیدگی، بدامنی اور فسادات کا ماحول پیدا ہونے کا خدشہ ہے۔اس مضمون میں ہم فلم کے کچھ سین کی غلطفہمیوں کا ہندو مذہبی کتب اور نظامِ زندگی کے حوالے سے پیش کر رہیں۔مندرجہ ذیل میں جتنے بھی عنوان بنائے گئے ہیں وہ سب فلم میں دکھائے گئے سین کے جواب ہیں۔

عورت اور کھیتی

مذکورہ فلم میں سورۃ البقرۃ کی آیت دوسو تیوس کے حوالے سے عورت کو کھیتی کہہ کر شدید تنقیدی نظریہ پیش کیا گیا جب کہ اگر ہم کسی بھی مذہبی کتاب کا بغیر کسی تعصب کے مطالعہ کریں تو معلوم ہوگا کہ تقریباً تمام مذہبی کتب میں عورتوں کا موازنہ کھیت یا کھیتی سے کیا گیا ہے۔ خاص طور پر ہندو مذہبی کتابوں میں اس کی صریح وضاحت موجود ہے۔اسی تناظر میں بھگوت گیتا کے ایک شلوک کو دیکھا جا سکتا ہے جس میں

بھگوان کرشن نے عورت کے حمل کو کھیتی والی ماتا اور اس میں بوئے ہوئے بیج کو باپ کہا ہے۔

सर्वयोनिषु कौन्तेय मूर्तयः सम्भवन्ति याः

तासां ब्रह्म महद्योनिरहं बीजप्रदः पिता

ترجمہ: اے ارجن! مختلف قسم کے حمل سے جو جاندار پیدا ہوتے ہیں قدرت ان سب کو حاملہ بنانے والی ماں ہے۔ اور میں اس حمل میں بیج کو مقیم کرنے والا باپ ہوں۔

اس شلوک میں بھگوان کرشن نے پیدائش کے تعلق سے جو بات بیان کی ہے اسے انہوں نے بھی کھیت اور بیج سے تشبیہ دی ہے۔ اس طرح واضح ہے کہ کھیت کا لفظ عورت کے لیے اور بیج کا لفظ مرد کے لیے استعمال ہوا ہے۔

اسی طرح وِشُدْھ منُو اِسمرِ تیِ میں مرد و عورت کو کھیت اور بیج جیسے واضح الفاظ میں مخاطب کیا گیا ہے۔ ملاحظہ ہو:

क्षेत्रभूता स्मृता नारी बीजभूतः स्मृतः पुमान् ।

क्षेत्रबीजसमायोगात्सम्भवः सर्वदेहिनाम् ॥

ترجمہ : عورت کھیت کی مانند ہے اور مرد بیج کی مانند ہے، کھیت اور بیج یعنی مرد اور عورت کے ملاپ سے ہی تمام جاندار پیدا ہوتے ہیں۔ (وِشُدْھ منُو اِسمرِ تی: باب 9، شلوک 33)

اسی باب کے شلوک 52 میں مرد کو کھیت والا یعنی کسان اور شلوک 53 میں عورت کو کھیت کہا گیا ہے۔

اولاد کی پیدائش کے لیے ازدواجی زندگی کا نقشہ کھینچتے ہوئے اتھر وید میں بھی عورت کو کھیت کے مشابہ ہی بیان کیا گیا ہے۔ اتھر وید میں مرد اور عورت کی ازدواجی زندگی اور اولاد کی پیدائش کے لیے جو لفظ استعمال کیا گیا ہے وہ کھیت اور بیج ہی ہے، ملاحظہ ہو :

आत्मन्वत्युर्वेरा नारीयमागन् तस्यां नरो वपत बीजमस्याम् ।

सा वः प्रजां जनयद् वक्षणाभ्यो विभ्रती दुग्धमृषभस्य रेतः ॥

ترجمہ : روحانی طاقت سے بھرپور اور اعلیٰ اولاد پیدا کرنے کی صلاحیت رکھنے والی یہ عورت دلہن بن کر اپنے شوہر کے گھر پہنچی ہے۔ اے مردانہ صفت انسان! آپ اپنی منی خاندانی روایت کے تحت عورت کے رحم میں بیج کی طرح ڈالیں۔ اس کے بعد عورت اپنے مرد کے منی اور دودھ کو قبول کرتی ہوئی اپنی رحم مادر سے بچہ پیدا کرے۔ (اتھر وید : 14:02:14)

یہ وہ کتب ہیں جن کو ہندو مذہب میں آدی گرنتھ اور سناتن شاستر کہا جاتا ہے یعنی ایسی کتابیں جن کا تعلق دنیا کے شروعاتی دور سے ہے۔ ان شاستروں کے ہزاروں سال بعد جب قرآن مجید نازل ہوا تو قرآن نے بھی عورت کو کھیت سے تعبیر کرتے ہوئے اسے کھیتی کا نام دیا ہے۔ اب سمجھنے کی بات یہ ہے کی قرآن نے عورت کے لئے ایسے لفظ کی عکاسی کی ہے جو پہلی کتابوں میں بیان کردہ ہیں۔

قرآن میں اللہ کا فرمان ہے : اور اس کا تذکرہ پچھلی کتابوں میں بھی موجود ہے(سورۃ شعرا:196)اسی طرح سورۃ الاعلی کی آیت 19 میں بھی فرمایا : یہ بات یقینا پچھلے صحیفوں میں بھی درج ہے۔ یہ ہی قرآن کی خوبصورتی ہے جو خود کو پچھلی کتابوں سے منسوب کرتی ہوئی جو باتیں صحیح ہے اسے قبول کرتی ہے اور جو تحریف شدہ ہے اس کا ازالہ کرتی ہے۔

عورت اور بچے کی پیدائش کے پس منظر میں قرآن کی بات کریں تو قرآن نے بھی عورت کو کھیت ہی کہا ہے اور مرد کو اس کھیت کا مالک۔

قرآن میں فرمان الٰہی ہے :نِسَآؤُکُم حَرثٌ لَّکُم فَاْتُوا حَرثَکُم اَنّٰی شِئتُم

ترجمہ : تمہاری بیویاں تمہارے لئے کھیتیاں ہیں، لہذا اپنی کھیتی میں جہاں سے چاہو جاؤ۔ (البقرۃ : 223)

مذکورہ آیت میں عورت کو حَرثٌ یعنی کھیتی کہا گیا ہے تو اس میں نیا کیا ہے؟ کیوں اسے گری ہوئی حرکت قرار دے کر ایک طبقے کو دوسرے طبقے سے افضل ہونے کا جھوٹا دلاسہ دیا جاتا ہے؟ اس فیچر فلم کو بنانے سے پہلے کیا کمل چندرا نے اپنے مذہبی کتابوں اور رسم ورواج کا مطالعہ نہیں کیا ؟

اگر ہندو مذہب کے اہل علم یا علماء کی بات کریں تو سوامی دیانند سرسوتی نے بچے کی پیدائش کے تعلق سے مرد کے لئے کسان و مالی اور عورت کے لئے کھیت و باغ کی مثال دی ہے۔ سوامی جی لکھتے ہیں : کیونکہ کسان و مالی احمق ہوتے ہوئے بھی اپنی کھیت و باغ کے بنا کسی دوسری جگہ بیج کو نہیں بوتے ہیں۔ (ستیارتھ پرکاش، باب 4، صفحہ 104)

عورتوں کے لئے تمثیلی لفظ کھیت کا مذہبی کتابوں میں ذکر ہونا توہین نہیں ہے۔ بلکہ عورتوں کے لیے کھیتی کے استعارے میں ایک سیدھا سادہ پہلو تو یہ ہے کہ جس طرح کھیتی کے لیے قدرت کا بنایا ہوا یہ ضابطہ ہے کہ تخم ریزی ٹھیک موسم میں اور مناسب وقت پر کی جاتی ہے، نیز بیج کھیت ہی میں ڈالے جاتے ہیں، کھیت سے باہر نہیں پھینکے جاتے۔ کوئی کسان اِس ضابطہ کی خلاف ورزی نہیں کرتا، اِسی طرح عورت کے لیے فطرت کا یہ ضابطہ ہے کہ ایام ماہواری کے زمانے میں یا کسی غیر محل میں اُس سے قضائے شہوت نہ کی جائے، اِس لیے کہ حیض کا زمانہ عورت کے جمام اور غیر آمادگی کا زمانہ ہوتا ہے، اور غیر محل میں مباشرت باعث اذیت واضاعت ہے۔ اِس وجہ سے کسی سلیم الفطرت انسان کے لیے اِس کا ارتکاب جائز نہیں۔ اِس میں بہ یک وقت دو باتوں کی طرف اشارہ ہے : ایک تو اُس آزادی، بے تکلفی، خود مختاری کی طرف جو ایک باغ یا کھیتی کے مالک کو اپنے باغ یا کھیتی کے معاملے میں حاصل ہوتی ہے، اور دوسری اُس پابندی، ذمہ داری اور احتیاط کی طرف جو ایک باغ یا کھیتی والا اپنے باغ یا کھیتی کے معاملے میں ملحوظ رکھتا ہے۔

اِس دوسری چیز کی طرف 'حَرثٌ' کا لفظ اشارہ کر رہا ہے اور پہلی چیز کی طرف 'اَنّٰی شِئتُم' کے الفاظ۔ وہ آزادی اور یہ پابندی، یہ دونوں چیزیں مل کر اُس رویے کو متعین کرتی ہیں جو ایک شوہر کو بیوی کے معاملہ میں اختیار کرنا چاہیے۔ ہر شخص جانتا ہے کہ ازدواجی زندگی کا سارا سکون و سرور فریقین کے اِس اطمینان میں ہے کہ اُن کی خلوت کی آزادیوں پر فطرت کے چند موٹے موٹے قیود کے سوا کوئی قید، کوئی پابندی اور کوئی نگرانی نہیں ہے۔

آزادی کے اِس احساس میں بڑا کیف اور بڑا نشہ ہے۔ انسان جب اپنے عیش وسرور کے اِس باغ میں داخل ہوتا ہے تو قدرت چاہتی ہے کہ وہ اپنے اِس نشہ سے سرشار ہو، لیکن ساتھ ہی یہ حقیقت بھی اُس کے سامنے قدرت نے رکھ دی ہے کہ یہ کوئی جنگل نہیں، بلکہ اُس کا اپنا باغ ہے اور یہ کوئی ویرانہ نہیں، بلکہ اُس کی اپنی کھیتی ہے۔ اِس وجہ سے وہ اِس میں آنے کو تو سو بار آئے اور جس شان، جس آن، جس سمت اور جس پہلو سے چاہے آئے، لیکن اِس باغ کا باغ ہونا اور کھیتی کا کھیتی ہونا یاد رکھے۔ اُس کے کسی آنے میں بھی اِس حقیقت سے غفلت نہ ہو۔ یعنی ایسی اولاد پیدا کرو جو دنیا اور آخرت، دونوں میں تمھارے لیے سرمایہ بنے۔ اِس ہدایت کی ضرورت اِس لیے ہوئی کہ لوگ بچوں کی پیدائش کے معاملے میں اپنے اقدام کی ذمہ داری سمجھیں اور جو کچھ کریں اِس ذمہ داری کو پوری طرح سمجھ کر کریں۔ مطلب یہ ہے کہ اِس وقت تو اللہ تعالیٰ نے تمہیں مہلت دے رکھی ہے، اِس لیے خلوت وجلوت میں جو چاہو کر سکتے ہو، لیکن یاد رکھو کہ ایک دن خدا کے حضور میں پیشی کے لیے کھڑا ہونا ہے لہٰذا جو کچھ کرنا ہے، یہ سوچ کر کرو کہ اُس کی پکڑ سے اُس دن کوئی تمھیں بچا نہ سکے گا۔

جنسی تعلقات اور شوہر کی ذمہ داری

فلم 'ہم دو ہمارے بارہ' میں ایک سین شوٹ کیا گیا ہے جس میں ایک مسلمان شوہر اپنی بیوی کو مباشرت کے لیے بلاتا ہے تو بیوی کہتی ہے کہ آج میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے، پھر کہا جاتا ہے کہ اگر عورت حاملہ بھی ہو اور شوہر اسے ہمبستری کے لیے بلائے تو بیوی کو شوہر کی بات کا انکار کرنے کا حق نہیں ہے، جب کہ اسلام میں اس طرح کی بداخلاقی کا کوئی ثبوت نہیں ملتا بلکہ مجھے ہو بہو یہ بات بِرہدٰارنیک اُپنشد میں ملی ملاحظہ ہو : चेदस्मै नैव दद्यात् काममेनां यष्ट्या वा पाणिना वोपहत्यातिक्रामेदिन्द्रियेण ।

ترجمہ : اگر عورت ہمبستری کا موقع نہ دے تو شوہر اپنی مرضی کے مطابق سزا کی دھمکی دے کر اس سے زبردستی جماع کر لے۔

(بِرہدٰارنیک اُپنشد : 6:4:7، شنکراچاریہ کا بھاشیہ)

اس معاملے میں اسلامی نقطہ نظر درج ذیل ہے :

امام نوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں : ولو كانت مريضة. أو كان بها قرح يضرها الوطء (روضۃ الطالبین، جلد:9، صفحہ:59)

ترجمہ : اگر عورت بیمار ہو یا اس کو زخم ہو تو وہ شوہر کو جسمانی استفادہ سے روکنے میں حق بجانب ہوگی۔

عورت کی تخلیق کی وجہ

فلم 'ہم دو ہمارے بارہ' میں فلمایا گیا ایک سین ہے جس میں کہا گیا ہے کہ عورت صرف اور صرف شوہر کی فرمانبرداری کے لیے پیدا کی گئی ہے۔ جبکہ اسلامی نقطہ نظر اور قرآن وحدیث میں عورت کی ازدواجی زندگی کا جائزہ لیں تو ایسا کوئی ثبوت نہیں ملتا جس کی بنیاد پر یہ کہا جا سکے کہ عورت مردوں کی فرماں بردار یا غلام ہے، جس کے ساتھ مرد آزادانہ سلوک کرے جس طرح وہ چاہے اس طرح کرے اس پر کوئی روک نہیں۔ بلکہ اسلام نے مرد اور عورت دونوں کو مساوی حیثیت دی ہے اور ان کے اعمال کی بنیاد پر انہیں ایک دوسرے پر فوقیت دی ہے۔ جہاں تک پیدائش کا تعلق ہے تو اللہ تعالیٰ نے قران کریم میں بڑی وضاحت کے ساتھ یہ بیان کر دیا ہے کہ :

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ

ترجمہ : جنوں اور انسانوں کو اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا۔ (قرآن : 51:56)

قرآن مجید کی مذکورہ آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں اور جنوں کو جن میں مرد اور عورت دونوں شامل ہیں، اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے، اس کے برعکس ہندو مذہبی صحیفوں میں بتایا گیا ہے کہ عورت کو منی ذخیرہ کرنے والی برتن کے طور پر پیدا کیا گیا ہے:

ملاحظہ ہو :

स ह प्रजापतिरीक्षांचक्रे हन्तास्मै प्रतिष्ठां कल्पयानीति स स्त्रियः ससृजे।

ترجمہ : پرجاپتی نے سوچا کہ میں اس منی کے قیام کے لیے کوئی مناسب جگہ بناؤں، اس لیے اس نے ایک عورت کو پیدا کیا۔

(برِہدنیک اُپنِشَد : 6:4:2 شنکراچاریہ بھاشیہ)

مرد اس دنیا کا سب سے بڑا تحفہ ہے

فلم کے ایک سین میں مسلمان مردوں پر طنزیہ انداز میں کہا گیا ہے کہ "خدا رب العزت کی طرف سے دنیا کا سب سے بڑا تحفہ مرد ہے" اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو بہترین ساخت کے ساتھ پیدا کیا ہے اور بنانے کے اعتبار سے مرد و عورت میں کوئی فرق یا امتیاز نہیں رکھا ہے۔ قرآن میں بیان کیا گیا ہے:

لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ (قرآن:95:04)

ترجمہ : ہم نے انسان کو بہترین ساخت پر پیدا کیا۔

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ (قرآن : 17:70)

ترجمہ : اور ہم نے بنی آدم کو عزت دی۔

قرآن مجید کے ایک مقام پر مرد کو فضیلت دی گئی ہے لیکن اسی مقام پر قرآن نے یہ بھی واضح کر دیا ہے کہ مرد کی فضیلت کی وجہ کیا ہے۔

وَبِمَا أَنْفَقُوا مِنْ أَمْوَالِهِمْ (قرآن :04:34)

ترجمہ : اور اس بنا پر کہ مرد اپنا مال خرچ کرتے ہیں۔

قرآن کریم کی اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ مرد کی فضیلت اس کے مرد ہونے کی وجہ سے نہیں بلکہ اس کے اعمال اور ذمہ داریوں کی وجہ سے ہے۔

لیکن اس کے برعکس گیتا پریس گورکھپور سے ہندی ترجمے کے ساتھ شائع ہونے والی سریمد بھگودگیتا شنکر بھاشیہ کے درج ذیل شلوک میں عورت کو گناہ گار کہا گیا ہے ملاحظہ ہو :

मां हि पार्थ व्यपाश्रित्य येऽपि स्युः पापयोनयः ।

स्त्रियो वैश्यास्तथा शूद्रास्तेऽपि यान्ति परां गतिम् ॥

ترجمہ : کیونکہ اے ارجن! جو گنہگار ہیں یعنی جن کی پیدائش گناہ کی وجہ سے ہوئی ہے وہ کون ہیں؟ تو کہا جاتا ہے کہ وہ عورتیں، ویش اور شودر بھی میرے پاس آ کر اور مجھے ہی اپنا معبود بنا کر نجات پاتے ہیں۔ (گیتا : 09:32، شنکراچاریہ بھاشیہ)

شوہر مجازی خدا ہوتا ہے

فلم میں دکھائے گئے ایک سین میں یہ کہا گیا ہے کہ "شوہر مجازی خدا ہوتا ہے اور مجازی خدا کی نافرمانی کفر ہے اور کفر کی سزا موت ہے"۔ اسلامی نصوص میں اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے لیکن ہندو مذہبی کتابوں میں شوہر کو دیوتا ضرور کہا گیا ہے ملاحظہ ہو :

वेदो◌ोक्तं वचनं कार्य नारीणां देवता पतिः । नान्यस्मिन्सर्वथा भावः कर्तव्यः कर्हिचित्क्वचित् ॥ः

पतिशुश्रूषणं स्त्रीणां धर्म एव सनातनः । यादृशस्तादृशः सेव्यः सर्वथा शुभकाम्यया ॥

ترجمہ : عورتوں کے لئے شوہر ان کا دیوتا ہوتا ہے اس وید حکم کی انہیں پیروی کرنی چاہئے۔ کسی دوسرے (مرد) میں کہیں کبھی بھی ایسی سوچ نہیں رکھنی چاہئے۔ شوہر کی خدمت اور دیکھ بھال ہی عورت کا سناتن دھرم ہے۔ شوہر چاہے کیسا بھی ہو، فلاح کی خواہش مند عورت کو مسلسل اس کی خدمت کرنی چاہیے۔ (دیوی بھاگوت : اسکند 6 : ادھیائے 18 : شلوک 23 اور 22)

اسی طرح منواسمرتی میں بھی بیان کیا گیا ہے :

उपचार्यः स्त्रिया साध्व्या सततं देववत्पतिः ।।

ترجمہ : شوہر کی وفادار عورت کو چاہیے کہ وہ ہمیشہ اپنے شوہر کے ساتھ دیوتا جیسا سلوک کرے۔ (منواسمرتی : 05:154)

पतिं शुश्रूषते येन तेन स्वर्गे महीयते ॥

ترجمہ : اُس کے لیے اپنے شوہر کی خدمت ہی جنت میں داخل ہونے کا سبب ہے۔ (منواسمرتی : 05:155)

न◌ाचरेत्किं चिदप्रियम् ॥

ترجمہ : کبھی اس کی بات کی خلاف ورزی نہ کریں۔ (منواسمرتی : 05 :156)

اگر بیوی اپنے شوہر کی کسی بات کی خلاف ورزی کرتی ہے تو دیوی بھاگوت میں مرنے کے بعد جہنم میں کس قسم کا عذاب ہوگا اس کا ذکر ملتا ہے۔ ملاحظہ ہو :

दण्डेन ताडयेन्मूर्ध्नि तल्लोमाब्दप्रमाणकम् । ततो भवेन्मानवी च विधवा सप्तजन्मसु ॥

ترجمہ : اوراس کے سر کولاٹھیوں سے مارتے رہتے ہیں،عورت کواِس جہنم میں اُتنے سال رہنا پڑتا ہے جتنے اس کے شوہر کے جسم پر بال ہوتے ہیں،اور پھرانسانی جنم لینے کے بعدوہ سات جنم تک بیوہ رہتی ہے۔

(دیوی بھاگوت:اسکندھ9 :ادھیائے 35 :شلوک 20)

عورت شلوار کے ناڑے کی طرح ہے

عورت شلوار کے ناڑے کی طرح ہے،جب تک اندر رہے گی،حفاظت میں رہے گی۔" یہ ڈائیلاگ بھی اس فلم میں شامل کیا گیا ہے۔جبکہ میں حیران ہوں کہ یہ ڈائیلاگ لکھنے والا کتنا بڑا جاہل ہے جسے یہ بھی معلوم نہیں کہ شلوار کے ناڑے کی کتنی اہمیت ہے،کیونکہ اگر شلوار سے ناڑا نکال دیا جائے تو شرمگاہیں برہنہ ہوجائیں گی اور انسان کی عزت تار تار ہوجائے گی،سمجھ میں نہیں آرہا کہ یہ ڈائیلاگ عورت کی تذلیل کے لیےلکھا گیا یااس کی اہمیت بتانے کے لیے!

ہم دو ہمارے بارہ

اگر مذکورہ فلم کے نام کواس نقطہ نظر سے لیا جائے کہ"ہم دو ہمارے بارہ" سے مراد مسلمانوں کو بارہ یا زیادہ بچے پیدا کرنا ہے،تو ہم کمل چندرا سے درخواست کریں گے کہ وہ مندرجہ ذیل منتروں کی بنیاد پر"ہم دو ہمارے دس" یا"ہم دو ہمارے بیس" کے نام سے ایک فلم بنائیں۔واضح رہے کہ اسلام نے بچے کی پیدائش کے سلسلے میں کوئی تعداد متعین نہیں کیا ہے،لیکن رگ وید میں تعداد کے ساتھ اولاد ہونے کی دعاہمیں ملتی ہے۔ ملاحظہ ہو؛ दशास्यां पुत्राना।

ترجمہ : اندر دیواس عورت کودس اولاد والی بنائے۔ (رگ وید 45: 85 : 10)

اس کے ساتھ کچھ تاریخی شواہد بھی موجود ہیں جواس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ ہندو عورتوں نے بیس اولادوں کوجنم دیا ہے،رگویدمیں ہی مذکور ہے ؛ पर्शुर्ह नाम मानवी साकं ससूव विंशतिम्

ترجمہ : منوکی بیٹی پرشو نام والی ہے،جس نے بیک وقت بیس اولادوں کوجنم دیا۔ (رگ وید، 23 : 86 : 10)

بات یہیں ختم نہیں ہوتی بلکہ ہندو مذہب میں اس عورت کواعلی ترین مقام دیا گیا ہے جوزیادہ بچوں کوجنم دینے کے بعد بھی تندرست وصحت منداور مضبوط ہو،گیتا پریس گورکھپور سے شائع ہونے والی کلیان ناری انک میگزین میں ذکر کیا گیا ہے : بیس بچے پیدا ہونے کے بعد بھی اگر عورت کے جسم میں کوئی تبدیلی نہ ہو وہ عورت عام نہیں ہے (کلیان ناری انک،سال22 نمبر1 ص:107)۔

مذکورہ رسالہ کلیان ناری انک کی اس عبارت پر غور کیا جائے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ ہندو مذہب میں،ہم دو ہمارے دو یعنی دو بچے پیدا کرنے والی عورتوں کی کوئی عظمت نہیں ہے اور نہ ہی کوئی اہمیت ہے۔مندرجہ بالا تمام شواہد ودلائل کودیکھ کرایسا لگتا ہے جیسے ''ہم دو ہمارے بارہ'' فلم کوکمل چندرانے ہندو مذہب میں بیان کردہ میاں بیوی کے رشتے،عقائد،عورت کا پاپ یونی ہونا،عورت کی حیثیت،جنسی ملاپ

وغیرہ کو بغض وقینہ اور حسد سے اسلامی لباس میں فلمایا ہے۔ کمل چندرا نے اس کی پوری کہانی اور ڈائیلاگ وغیرہ کو درحقیقت ہندو مذہب کی مقدس کتابوں سے اخذ کیا ہے۔ اس لیے کمل چندرا سے ہم درخواست کریں گے کہ وہ ہندو مذہبی کتابوں میں بیان کردہ ازدواجی زندگی اور عورت کے حالات کے عین مطابق 'ہم دو ہمارے بیس' نام سے ایک اور فلم بنائیں۔

شکریہ

❊ ❊ ❊

تاریخ : 03/06/2024

اس مضمون کے مطلق کسی بھی بات کے لئے آپ ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔ ہمارا رابطہ کا ذریعہ ہے

islamdharmkisattyata@yahoo.com

SUBSCRIBE TO OUR YOUTUBE CHANNEL ISLAM DHARM KI SATTAYATA

(www.youtube.com/channel/UCeyCLxXCrIUETXDW11J1f5Q)